TQ Lesson 188 Surah Furqan Ayat 35-57 tafseer 2

آیت نمبر 45. أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا

ترجمہ. تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارا رب کس طرح سایہ پھیلا دیتا ہے؟ اگر وہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ بنا دیتا ہم نے سورج کو اُس پر دلیل بنایا

آپ دیکھئے کہ آیت نمبر 45 سے لے کر 50 تک اللّٰہ رب العزت نے توحید کے پانچ دلائل بیان کیے ہیں اور ہر دلیل کو اس طرح سے بیان کیا ہے جیسا کہ وہ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ صرف اللّٰہ کی عبادت کی جائے تو پہلی دلیل اللّٰہ رب العزت نے کیا دی **أَلَمْ تَرَى إِلَى رَبِّكَ** کیا تُو نے نہیں دیکھا اپنے رب کی طرف گویا کہ اللّٰہ تعالیٰ انسانوں کو غور و فکر کی دعوت دے رہے ہیں کہ کائنات کا نظام صرف ایک رب کر رہا ہے تو 1. پہلی دلیل کیا ہے كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ کہ کیسے پھیلا دیتا ہے سایہ تو اب یہ دیکھیں کہ رب کون ہے اللّٰہ تعالیٰ **کیف** کس طرح **مَدَّ** مد کا مطلب ہے لمبا کرنا کھینچنا آپ قرآن تجوید سے پڑھتی ہیں آپ دیکھیں مد لکھی ہوئی ہوتی ہے اس کا مطلب کیا ہوتا ہے لمبا کریں اس لفظ کو تو مد کامطلب لمبا کرنا ،کھینچنا، **مَدَّ** لمبا کرتا ہے، کھینچ دیتا ہے، پھیلا دیتا ہے اس سائے کو، تو پہلی دلیل سایہ ہے کہ غروب آفتاب سے طلوع آفتاب تک وہ پایا جاتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کیا کہتے ہیں کہ اپنی قدرت سے پوری کائنات میں اللّٰہ تعالیٰ اس کو پھیلا دیتا ہے **كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ** پھیلا دیتا ہے سائے کو اور آپ دیکھیں کہ یہ سایہ کیسے پھیلتا ہے اور یہاں پہ سائے سے مراد کون سا سایہ ہے جو اللّٰہ تعالیٰ پھیلا دیتے ہیں سائے سے مراد رات کا سایہ ہے یہ اللّٰہ تعالیٰ کی شان اور قدرت ہے کیونکہ **الظِّلَّ** کامطلب ہوتا ہے رات کا سایہ اور رات کے سائے کو اللّٰہ تعالیٰ تمام دنیا پر اس طرح پھیلا دیتا ہے کہ مستقل طور پر۔ پوری دنیا میں کسی کی یہ طاقت نہیں ہے کہ رات کے سائے کو ہٹا سکے اور کون ہر روز رات کے سائے کو پھیلاتا ہے پھر اس کو سمیٹتا ہے یہ کون کرتا ہے یہ اللّٰہ تعالیٰ کرتا ہے کیا تم دیکھتے نہیں ہو اپنے رب کی نشانیوں کی طرف غور نہیں کرتے کہ کس طرح اللّٰہ تعالیٰ رات کے سائے کو پھیلا دیتے ہیں **وَلَوْ شَاءَ** اگر وہ چاہتا **لَجَعَلَهُ سَاكِنًا** تو اس کو بنا دیتا تو" **هُ** " کی ضمیر سائے کے لئے ہے، تو اگر وہ چاہتا تو اس سائے کو بنا دیتا **سَاكِنًا** مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ سایہ ہی رہتا ہمیشہ رات ہی رہتی اور آپ دیکھیں کہ جب رات ہوتی ہے ہر طرف رات اپنی دبیز چادر پھیلا دیتی ہے دبے پاؤں آہستہ آہستہ رات گھری ہوتی چلی جاتی ہے پھر ہوتا کیا ہے کہ جب سورج طلوع ہونے کا وقت ہوتا ہے ،صبح کاذب اور صبح صادق تو آہستہ آہستہ رات کا جو سایہ ہے وہ کم ہونے لگتا ہے اور دن کی روشنی کی چادر ہمیں ہر طرف پھیلتی نظر آتی ہے تو طلوع آفتاب کے وقت سایہ آہستہ آہستہ سمٹنے لگتا ہے۔ پہلے رات سائے کی طرح پوری کائنات میں پھیل جاتی ہے پھر سورج جب طلوع ہوتا ہے تو آہستہ آہستہ رات کی تاریکی سمٹنے لگتی ہے مثلاً آپ اس بات پر بھی غور کریں کہ اللّٰہ رب العزت سورت القصص میں بھی یہ بات کہتے ہیں آیت 71 سے 73 تک کہ اللّٰہ ہی تو ہے اللّٰہ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لائے گا جس میں تم سکون پاسکو کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ **سورت القصص۔ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِضِيَاءٍ ۖ أَفَلَا تَسْمَعُونَ (71)** اے نبی صلی علیہ وسلم اِن سے کہو کبھی تم لوگوں نے غور کیا کہ اگر اللّٰہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لئے رات طاری کر دے تو اللّٰہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہیں روشنی لا دے؟ کیا تم سُنتے نہیں ہو؟ (71). **قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِن جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ**

الْقِيَامَةِ مَنْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُم بِلَيْلٍ تَسْكُنُونَ فِيهِ ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ (72) اِن سے پوچھو، کبھی تم نے سوچا کہ اگر اللہ قیامت تک تم پر ہمیشہ کے لئے دن طاری کر دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبُود ہے جو تمہیں رات لا دے تاکہ تم اس میں سکون حاصل کر سکو؟ کیا تم کو سُوجھتا نہیں؟ **(72)**۔ **وَمِن رَّحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (73)** یہ اسی کی رحمت ہے کہ اس نے تمہارے لئے رات اور دن بنائے تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور تاکہ تم اس کے فضل کے طالب بنو اور تاکہ تم اسی کے شکر گزار بنو۔ آیت نمبر 71 سے 73 سورت القصص اس میں بھی اللہ تعالیٰ یہی احساس دلا رہے ہیں کہ ہر روز رات کے سائے کو پھیلانا رات کی تاریکی کی چادر کا پھیل جانا اور صبح کے وقت جب سورج آتا ہے تو دن کی روشنی سورج کی کرنیں ہر طرف پھیل جاتیں ہیں تو یہ کام کون کرتا ہے اللہ تعالیٰ کیا تم دیکھتے نہیں کیسے اللہ سایہ پھیلا دیتا ہے **وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا** اور اگر وہ چاہتا تو اسے ہمیشہ کے لئے ہی بنا دیتا یعنی ہمیشہ رات ہی رہتی **ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا** پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنا دیا اس کا مطلب کیا ہے کہ رات کی تاریکی سمٹنے لگی اور سورج کی روشنی آنے لگی تو مطلب یہ ہے کہ سائے پر سورج کو دلیل بنایا کہ سائے کا پھیلنا اور سکڑنا سورج کے عروج اور زوال کے تابع ہے سورج کے طلوع اور غروب کے تابع ہے سائے کا پھیلنا اور بڑھنا رات کا پھیلنا اور سکڑنا اب سائے سے مراد کیا ہے؟ آپ دیکھیں رات کی تاریکی سایہ ہے تو سایہ پھیلتا ہے اور پھر سکڑتا ہے تو سائے کے سکڑنے سے مراد کیا ہے دن کی روشنی، دن کا طلوع ہونا تو جس طرح سے رات کی تاریکی اور دن کی روشنی ہے بالکل اسی طرح سے توحید اور شرک ہے شرک رات کا اندھیرا ہے اور توحید کیا ہے جیسے کہ سورج وہ توحید پر دلالت کرتا ہے کہ یہ روشنی کون دیتا ہے یہ اللہ تعالیٰ دیتا ہے کائنات میں اللہ کی توحید کی نشانیاں بکھری پڑی ہیں۔ اور کوئی نہیں ہے جو کہ رات اور دن کو پیدا کرسکے یا اس کو لا سکے تو یہ کام کون کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ پوری کائنات اللہ کے تابع ہے تو یہ دھوپ اور سایہ یہ رات اور دن یہ اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں اور ان کا زندگی اور موت سے بڑا گہرا تعلق ہے دن گویا کہ زندگی ہے رات گویا کہ موت ہے اگر ہمیشہ رات ہی رہتی تو پھر کیا تھا کہ کبھی روشنی نہ ہوتی اگر ہمیشہ دن ہی رہتا تو کبھی رات ہی نہ ہوتی اس کا مطلب یہ ہے اگر ہمیشہ دنیا ہی رہتی تو کبھی آخرت نہ ہوتی ایسے نہیں ہو سکتا جس طرح رات کے بعد دن ہوتا ہے اسی طرح دنیا کی زندگی کے بعد قیامت ہوگی ،آخرت ہوگی اور حساب کتاب ہوگا تو یہ پہلی دلیل ہے جو اللہ تعالی نے توحید کی دی ہے اور یہ دلیل ہے آخرت کی اور اللہ تعالی نے متوجہ کیا ہے لوگوں کو کہ کائنات کے رات اور دن پر غور کرو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ انسان تمہیں بھی لوٹنا ہے اور اللہ کی طرف جانا ہے جس طرح رات ہمیشہ نہیں ہے اسی طرح انسان تو دنیا میں ہمیشہ نہیں ہے جس طرح دن ہمیشہ نہیں ہے اسی طرح یہ کائنات ہمیشہ نہیں ہے اس کائنات میں ایک تغیر ہے ایک تبدیلی ہے۔ ۔ "ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں"

کسی چیز کو ہمیشگی نہیں ہے **لَجَعَلَهُ سَاكِنًا** اگر وہ چاہتا تو اسے دائمی سایہ بنا دیتا **ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا** ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنایا اب رات اور سورج کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالی کہہ رہے ہیں

آیت نمبر 46. ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا

ترجمہ۔پھر (جیسے جیسے سورج اٹھتا جاتا ہے) ہم اس سائے کو رفتہ رفتہ اپنی طرف سمیٹتے چلے جاتے ہیں

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ پھر ہم نے اس کو مٹھی میں لے لیا **قَبْضًا** کسی چیز کو پانچوں انگلیوں سے مٹھی میں لے لینا مثلا آپ اردو میں بھی کہتے ہیں کہ قبض ہو گئی ہے جیسے وہ چیز رک گئی ہے سکڑ گئی ہے آپ کہتے ہیں یہ چیز میرے قبضے میں آگئی قبضے میں آنا، مٹھی میں لے لینا اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے کوئی چیز اپنی حفاظت میں لے لینا اپنی طرف کھینچ لینا تو گویا کہ اب یہاں پر یہ بات بتائی جارہی ہے پھر ہم اس کو اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں **إِلَيْنَا** اپنی طرف کس کو ہم قبضے میں لیتے ہیں رات کو ہم اس سائے کو اپنے قبضے میں لے لیتے ہیں مٹھی میں لے لینا۔ آہستہ آہستہ مٹھی میں لینے، قبضے میں لینےسے مراد کیا ہے؟ ؟ کہ ہم اس کو غائب کر دیتے ہیں فنا ہو جاتی ہے ختم ہو جاتی ہے رات اور پھر سورج کی روشنی آ جاتی ہے تو گویا کہ جس طرح اس کائنات میں رات اور دن کا ہیر پھیر ہے اور دن اور رات ایک بڑے منظم طریقے سے دنیا میں موجود ہیں تو مطلب کیا ہے کہ اسی طرح زندگی کے بعد موت ہوگی اور ہر شخص اٹھے گا اللہ کے سامنے حاضر ہوگا اور حساب کتاب ہوگا آپ دیکھیں رات کو ہم سوتے ہیں صبح ہم اٹھتے ہیں اچھا رات کو جب سوتے ہیں پتہ نہیں چلتا وہ بھی ایک موت ہے جیسے آپ دیکھیں کہ کوئی شخص بے ہوش ہوتا ہے (دوران آپریشن)اس کے جسم کو کاٹا جا رہا ہوتا ہے ،اس کا پیٹ کاٹا جا رہا ہے ، بازو کاٹا جا رہا ہے، ٹانگ کاٹی جا رہی ہے آپریشن کیا جا رہا ہے اس کو کچھ پتہ نہیں چلتا جب وہ ہوش میں آتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے کہ یہاں میرے درد ہے یہاں مجھے تکلیف ہے ایسے لگتا ہے جیسے کسی نے کاٹ دیا ہے لیکن جب وہ کاٹا جا رہا تھا اس کو پتہ نہیں چلتا تو بالکل اسی طرح موت ہے اسی طرح قبر کی زندگی بھی جس میں انسان کا شعور اس طرح سے نہیں ہے جیسے آج کل ہم جاگتے ہیں لیکن اس کو احساس ہوتا ہے عذاب کا بھی اور پھر نعمتوں کا بھی۔ تو رات اور دن اللہ کی اتنی بڑی دلیل ہے کہ یہ بتاتی ہے کہ لوگو دنیا کے بعد تم مروگے زندگی کے بعد تم مروگے اور اللہ کے پاس جاؤگے رات کے بعد دن ہے تو دنیا کے بعد ایک اور زندگی ہے جو آخرت کی زندگی ہے جس طرح رات اور دن کا جوڑا ہے اسی طرح کفر اور اسلام کا جوڑا ہے اسی طرح عمل اور انجام کا جوڑا ہے جنت یا جہنم تو یہ دلیل کس چیز پر ہے کہ اہل مکہ نے توحید کا انکار کیا اور شرک کرنے لگے اور رسول کا انکار کیا، کتاب کا انکار کیا ،آخرت کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے رات اور دن یہ توحید اور آخرت کے بہت بڑے دلائل ہیں پھر اس کے بعد اللہ رب العزت کیا توجہ دلاتے ہیں کیا بات بتاتے ہیں کہ آپ سوچیں کہ کائنات سے جب اللہ تعالیٰ نشانیاں دیتے ہیں تو کائنات سے نشانیاں دینے کا مقصد یہ ہے کہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں دوسری بڑی دلیل دی

آیت نمبر 47. وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا

ترجمہ۔ اور وہ اللہ ہی ہے جس نے رات کو تمہارے لئے لباس، اور نیند کو سکون اور دن کو جی اٹھنے کا وقت بنایا

اور وہی تو ہے جس نے رات کو تمہارے لئے لباس بنا دیا **وَالنَّوْمَ سُبَاتاً** اور نیند کو سکون اور **وَالنَّوْمَ** اور نیند کو کاٹنے کے لئے بنایا۔ کیا کاٹنا؟ کام کو کاٹنا ،خیالات کو کاٹنا جب آپ سو جاتے ہیں خیالات

ختم، کام ختم **وَجَعَلَ النَّهَارَ نَشُورًا** اور دن کو جی اٹھنے کا وقت بنایا تو اب یہاں پہ کہا جا رہا ہے اب یہ دوسری دلیل ہے توحید اور آخرت پر کہ اللہ تعالی نے رات اور دن کو ایک بڑی دلیل بنایا ہے بڑی نعمت اور معجزے کے طور پر اور رات کو لباس جیسے پردہ کر کے ہم کپڑا پہن لیتے ہیں تو چھپ جاتے ہیں اسی طرح رات کی چادر پوری کائنات پر لباس کی طرح پھیل جاتی ہے ہر چیز چھپ جاتی ہے رات ایک لباس ہے جس کی چادر اللہ تعالی دنیا میں کائنات میں بایک وقت ہر طرف بکھیر دیتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ یہ صرف اور صرف اللہ ہی کر سکتا ہے اللہ کے سوا اور کسی کی قدرت نہیں کہ ایسا کر سکے لباس انسان کے پورے بدن کا ساتر ہے رات کی قدرتی چادر پوری کائنات پر ڈال دی جاتی ہے رات لباس بن جاتی ہے **وَالنَّوْمَ سُبَاتاً** اور نیند **سُبَاتاً** **(س ب ت)** کے لفظی معنی ہیں قطع کرنا **سُبَاتاً** وہ چیز ہے جس سے کسی دوسری چیز کو قطع کیا جائے اب آپ دیکھیں کہ دن بھر انسان کام کرتا رہتا ہے جب وہ رات کو لیٹتا ہے تو کیا ہوتا ہے کہ دن بھر کی محنت، تھکن اس کو کاٹ دیا جاتا ہے کام ختم ہو جاتا ہے آپ دیکھیں بسترپر جیسے میں لیٹتی ہوں میں اپنا دن بھر کا جائزہ لیتی ہوں کہ میں نے آج دن میں کیا کیا ؟ یہ غلطی کیوں کی؟ میں نے یہ جملہ کیوں بول دیا ؟ یہ اچھا کام کیا یہ غلط کام کیا تو آپ اپنے دن کا جائزہ لے رہے ہوتے ہیں سوچوں کی ایک یلغار ہوتی ہے آپ کے ذہن پر، آپ سوچ رہے ہوتے ہیں کہ کل میں یہ کروں گی پتہ نہیں چلتا کب نیند آئی اور آپ نیند کے اندر چلے گئے آپ پھر بھول جاتے ہیں کہ میں کیا سوچ رہی تھی جب میں سوئی تو جتنے افکار اور خیالات ہیں کٹ جاتے ہیں دماغ کو آرام ملنا شروع جاتا ہے تو سبات کا ترجمہ بعض لوگوں نے راحت بھی کیا ہے سبات کا ترجمہ راحت کیوں؟ نیند آتی ہے جتنے خیالات ہیں ختم ہوجاتے ہیں دن بھر آپ کو کسی نے کچھ کہہ دیا آپ نے کسی کو کہہ دیا آپ کو کوئی تکلیف ہو گئی کوئی پریشانی ہو گئی لیکن جونہی نیند آئی تو دماغ کو، آپ کے دل کو آرام مل گیا تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ میں نیند کو ساری کائنات پر مسلط کر دیتا ہوں تو **وَالنَّوْمَ سُبَاتًا** کہ وہ نیند ان کے لئے آرام کا سامان بن جاتی ہے اور یہ بھی اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ نیند انسانی جسم کے لئے راحت کا ذریعہ ہے اب دیکھیں کچھ لوگ بڑے امیر ہیں بڑے دولت مند ہیں انہوں نے یہ سمجھا تھا کہ دولت اس دنیا کی سب سے بڑی چیز ہے جس کے لئے انہوں نے ساری زندگی لگائی لیکن اب وہ اس بات پر روتے ہیں کہ نیند نہیں آتی سارا کچھ میرے پاس ہے لیکن میں سو نہیں سکتا میں سو نہیں سکتی نیند دوائیوں سے بھی نہیں آتی اب یہ بھی رواج ہو گیا کہ دن کے وقت لوگ سوتے ہیں یہ بھی اللہ کی نعمتوں کی بہت ناقدری ہے جیسے بچوں میں بعض لوگوں کو بڑا شوق رہتا ہے کہ دن کے وقت وہ سو رہے ہوتے ہیں اور رات کے وقت وہ جاگ رہے ہوتے ہیں تو اللہ تعالی نے ہر چیز کے اندر ایک خاصیت رکھی ہے اس کے کچھ خواص ہیں اس کی کچھ خوبیاں ہیں اور ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ رات کی تھوڑی نیند زیادہ پُراثر ہوتی ہے زیادہ بہترین ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی کہتا ہے میں نے نیند کو نازل کر دیا **وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا(10) وَجَعَلْنَا النَّـهَارَ مَعَاشًا(11۔** سورت النبا) میں بھی آپ نے یہ بات پڑھی تو ایک بچہ ایک رات کو جاگا صبح وہ سو رہا تھا تو ماں نے اس سے پوچھا کہنے لگا کہ میں بہت تھکا ہوا ہوں مجھے نیند آرہی ہے ماں نے کہا کہ تم تو سو رہے ہو کہنے لگا کہ نہیں جیسی رات کی نیند ہے نا ویسی نیند نہیں تھی جو کہ ابھی میں نے لی ہے اور میں نے سونے کی کوشش کی ہے۔ رات کو آپ جاگنے کی کوشش کرتے ہیں اور دن کو آپ سونے کی کوشش کرتے ہیں تو وقت پورا نہیں ہوتا۔ ایک دفعہ ایک امیر شخص تھا وہ بہت پریشان تھا اس کو نیند نہیں آرہی تھی تو وہ کہہ رہا تھا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ ہر چیز پیسے سے خریدی جا سکتی ہے ہر مسئلہ کا حل پیسے میں ہے لیکن نہیں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنی ایک حیثیت اور اہمیت اور اصلیت میں پیدا کیا ہے اور ہر مسئلہ کا حل پیسے میں نہیں ہے تو بعض اوقات انسان اس بات کو سوچتا ہے افسردہ ہوتا ہے

تو ہمیں بھی اپنی پلاننگ کیا کرنی چاہئے کہ رات کے وقت ہم آرام کریں صبح کے وقت اٹھیں اور کام کریں تو جلدی اٹھنا اور جلدی سونا یہ مسلمانوں کا شیوہ ہے اور اب ہماری شادی بیاہ کی تقریبات ہیں، آنا جانا ہے رات گئے تک لوگ جاگتے رہتے ہیں اس سے نتیجہ کیا نکلتا ہے فرائض متاثر ہوتے ہیں کبھی تو رات کا جاگنا عبادت بن جاتا ہے جیسے قیام اللیل کرنا اور لیلۃ القدر کی تلاش کرنا رات کو اللّٰہ کو یاد کرنا تہجد پڑھنا آنسو بہانا محاسبہ کرنا قرآن کا مطالعہ کرنا لیکن پھر ساتھ ہی ہمارے جسم کا بھی ہم پر حق ہے کہ ہم آرام بھی کریں اور ہمیں اپنی زندگی کو درست ضرور کرنا چاہئے اور بچوں کے اندر بھی بعض والدین بڑے خوش قسمت ہیں جو بچوں کوصبح اٹھنے کی عادت ڈالتے ہیں اور صبح ان کے بچے اٹھتے ہیں ماشاءاللہ ان کی فجر کی نمازیں قضاء نہیں ہوتیں ہیں ایک لڑکی کی شادی ہوئی سسرال میں آئی تو بڑی پریشان ہوئی کہ دیر تک سارے سسرال والے جاگتے رہتے ہیں اور صبح 11/12 بجے سے پہلے ان کی صبح نہیں ہوتی تو یہ بڑی نحوست ہے اور رسول اللّٰہ ﷺ کی ایک **دعا** بھی ہے کہ "آپ نے کہا کہ میری امت کے بکور میں برکت دے دے۔ صبح اٹھنے میں برکت دے دے"۔ تو صبح اٹھنا رزق میں برکت کی علامت ہے۔رزق میں اللّٰہ برکت دیتا ہے علم میں، عقل میں برکت دیتا ہے ہر چیز میں برکت۔ صبح کے وقت حفظ کرنا ہے سبق یاد کرنا ہے کوئی بھی کام آپ کرنا چاہتیں ہیں گھر کا اگر صبح آپ اسکا آغاز کریں تو اس میں بڑی برکت ہے تو بہرحال یہاں پہ رات اور دن دو متضاد چیزوں کا حوالہ دے کر بتایا کہ کفر ایسے ہے جیسے کہ رات اور اسلام ایسے جیسے کہ دن اور دنیا کی زندگی کے بعد آخرت کی زندگی ہے جس میں حساب کتاب ہوگا۔ **وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا** اور دن کو جی اٹھنے کا وقت بنایا تو اس کا مطلب کیا ہے کہ دن روشنی ہے اچھا یہ جو آیت ہمارے سامنے ہے تین باتیں عمل کے لئے لے کر آتی ہے ایک تو یہ توحید پر دلالت ہے کہ یہ اللّٰہ کر سکتا ہے رات اور دن کو آگے پیچھے دوسرا کوئی نہیں کر سکتا۔ دوسری بات ہمارے سامنے آتی ہے وہ یہ کہ یہ آیت بھی زندگی کے بعد موت کی دلیل ہے رات کے بعد دن کا آنا اسی طرح ہے کہ زندگی کے بعد موت آئی کیونکہ دن کے بعد رات رات کے بعد دن ایک چکر ہے جو چل رہا ہے تیسری بات یہ ہے کہ یہ آیت اُس زمانے میں اعلان کر رہی تھی جب قرآن نازل ہوا اور آج بھی یہ اعلان کر رہی ہے کہ جہالت کی رات ختم ہو چکی، شرک کی رات، گناہوں کی راتیں ختم ہو چکیں اب علم، ہدایت و معرفت کا دن روشن ہو گیا ہے اب ضروری ہے کہ نیند کے ماتے بیدار ہوں اور رات کی نیند جو ان کے لئے موت کی نیند تھی وہ اس سے اٹھیں اور اس کے بعد وہ کیا کریں اپنی آخرت کی تیاری کریں۔ جیسے سورت النبأ۔ **وَّ جَعَلۡنَا النَّہَارَ مَعَاشًا (11)** اور یہاں پہ ہے **وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا** تو اٹھنے کا وقت کیا ہے؟ یعنی جاگو اور کام کرو تو اس کا مطلب ہے کہ نیند کے ماتوں کو اٹھنا چاہئے غفلت سے ، اس حالت سے اور صبح کے وقت اٹھنا اور نماز سے اپنے دن کی ابتدا کرنا یہ ایک مسلمان کا شیوہ ہے اور کہتے ہیں کہ جب ہندوستان اور پاکستان اکٹھا ہی تھا تو ایک ہندو عورت اپنے بیٹے کو صبح صبح جگا رہی تھی اور جگاتے ہوئے کہہ رہی تھی اے موہن لال تیرا ستیاناس تو کیا مسلمانوں کی طرح دن چڑھے تک سوتا رہتا ہے آپ سوچیں اس ہندو عورت کو کون بتائے کہ مسلمانوں کے ہاں تو ایک نماز رات کے اندھیرے میں فرض ہے نفل نہیں اور اگر مسلمان اس وقت نہ اٹھیں تو ان کا فرض متاثر ہوجاتا ہے تو اب اس نے مسلمانوں کو سوتے ہوئے دیکھا تھا جاگتے ہوئے دیکھا ہی نہیں تو کہتی اے موہن لال تیرا ستیا ناس تو کیا مسلمانوں کی طرح دن چڑھے تک سوتا رہتا ہے تو ہمارا اسلام اور قرآن صرف علمی باتیں نہیں ہیں عمل کی باتیں ہیں اور عمل کر کے دکھانے کی باتیں ہیں پھر اس کے بعد اللّٰہ رب العزت دلیل دے رہے ہیں تو یہ ہمیں کونسی دلیل ملی رات اور دن کی دلیل پھر اس کے بعد تیسری دلیل ہے اور یہ تیسری دلیل ہوائیں ہیں

آیت نمبر 48. وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا

ترجمہ۔اور وہی ہے جو اپنی رحمت کے آگے آگے ہواؤں کو بشارت بنا کر بھیجتا ہے پھر آسمان سے پاک پانی نازل کرتا ہے۔

وَهُوَ الَّذِی اور وہی تو ہے جس نے **أَرْسَلَ الرِّيَاحَ** بھیجا ہواؤں کو **بُشْرًا** خوشخبری دینے والی **بَيْنَ يَدَيْ** دونوں ہاتھوں کے آگے یعنی آگے آگے **رَحْمَتِهِ** اپنی رحمت کے تو یہ تیسری دلیل ہے کہ وہ اللہ ہی تو ہے جس نے ہواؤں کو خوشخبری دینے والی بنا کر بھیجا اب یہاں پہ دیکھیں **الرِّيَاحَ** کا لفظ ہے **رِیح** کی جمع ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں ہوا۔ ہوا چل رہی ہو یا رُکی ہو۔ اگر وہ حرکت میں ہو چل رہی ہو تو اس کے معنی کیا ہیں جیسے وہ ہوا جو ہر وقت چلتی رہتی ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہوا رُکی ہو ئی ہوتی ہے، کبھی ہوا خود ہی نہیں چل رہی ہے بادلوں کو بھی لے کے اُڑ رہی ہے تو مختلف ہوائیں ہیں اور عربی میں اس کے مختلف نام ہیں جو ہوا شمال سے جنوب کی طرف چلتی ہے اس ہوا کو بھی شمال کہتے ہیں یہ ہوا عموماً بارش لاتی ہے اور جو جنوب سے شمال کی طرف چلے اسے **جنوب** کہتے ہیں یہ عموماً بادلوں کو اُڑا کر لے جاتی ہے اور جو مشرق سے مغرب کو عموماً صبح کے وقت چلتی ہے اس کو **صبحا** کہتے ہیں صبح کے وقت عموماً چلتی ہے یہ دل کو بڑی ٹھنڈک فراہم کرتی ہے اور جو مغرب سے مشرق کو چلے عربی لوگ اس کو **دبور** کہتے ہیں اسے منحوس خیال کیا جاتا ہے کیونکہ قوم عاد کو اسی ہوا نے ہلاک کیا جو مغرب سے مشرق کو چلی تھی اچھا دوسری بات یہ ہے کہ **الرِّيَاحَ** ریح کی جمع ہے قرآن نے **ریح** اور **الرِّيَاحَ** کو الگ لگ معنوں میں استعمال کیا ہے۔ ریح یہ کیا ہے ؟یہ واحد ہے اور عموماً عذاب دینے والی ہوا کے لئے استعمال ہوتا ہے ریح کا لفظ قرآن میں بہت زیادہ جگہ پر استعمال ہوا ہے اور اگر آئے **أَرْسَلَ الرِّيَاحَ** عموماً رحمت کی ہواؤں کے لئے آتا ہے کبھی اس سے یہ ہٹ کر بھی آتا ہے لیکن زیادہ تر **الرِّيَاحَ** آتا ہے تو کس لئے؟ رحمت کے لئے۔ اور ریح آتا ہے تو عذاب کے لئے عموماً اور اللہ تعالی نے رحمت کی ہواؤں کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے کیونکہ یہ ہوائیں آتی ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ **وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا** وہ اللہ ہی تو ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا بشارت دینے والی۔ **بَيْنَ يَدَيْ** آگے آگے اور آپ دیکھیں کہ ہوائیں کیسے بشارت دیتی ہیں کہ بعض اوقات جب زمین بنجر ہوتی ہے بیماریاں ہوتیں ہیں کسان پانی کے لئے ،بارش کے لئے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں پریشان حال ہوتے ہیں تو ایسے میں ہوتا کیا ہے کہ ایک دم ہوائیں چلنا شروع ہوجاتیں ہیں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں تو ایسے لگتا ہے کہ اب بارش ہونے والی ہے تو سب لوگ ایک امید سے ہو جاتے ہیں **بَيْنَ يَدَيْ** آگے آگے اصل میں یہ **يَدَيْنِ** تھا نون گر چکا ہے اور اس کے بعد چوتھی دلیل جو اللہ تعالی نے دی پھر وہ بارش کا پانی ہے۔ **وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا** اور وہ اللہ ہی تو ہے جو نازل کرتا ہے آسمان سے پاک پانی۔ **مَاءً طَهُورًا** پاک پانی نازل کرتا ہے اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے ایک پانی تو وہ ہوتا ہے جو جوہڑ میں، گندگی میں ہوتا ہے گندا ہوتا ہے نیچے ہوتا ہے لیکن جو اوپر سے پانی آتا ہے یہ جراثیم سے پاک ہوتا ہے، زہریلے مادوں سے پاک ہوتا ہے، ہر طرح کی گندگی سے پاک ہوتا ہے جب یہ پانی نازل ہوتا ہے آپ دیکھیں درخت بھی نہائے ہوئے نظر آتے ہیں سبز سبز پتے، مکان نہائے ہوئے نظر آتے ہیں جانور، عمارتیں، درخت جنگل صحرا ہر چیز پانی میں دھل جاتی ہے تو بارش کی شکل میں جب اللہ تعالیٰ پانی نازل کرتے ہیں تو پانی میٹھا ہوتا ہے پاک ہوتا ہے انسان حیوان سارے لوگ اس سے طہارت اور پاکیزگی بھی حاصل کرتے ہیں اور پانی سے پھر کیا ہوتا ہے کہ انسان صرف اپنی ضرورتیں پوری

نہیں کرتا زمین کی ضرورت جانوروں کی ضرورت پوری کائنات کی ضرورتیں اس سے پوری ہوتیں ہیں۔ **وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا** کہ وہ اللّٰہ ہی تو ہے جس نے پانی کو نازل کیا ہےاور پانی بھی کیسا کہ پاک پانی اور آپ دیکھیں بارش جب ہوتی ہے اگرکسی علاقے میں موسم بدلتا ہے بیماری عام ہوجاتی ہے نزلہ کھانسی بخار کوئی بھی بیماری تو جب بارش ہوتی ہے پھر اس کے بعد متعدی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں اسی طرح سورت الانفال کی آیت 11 میں۔ **إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ (11)** اللّٰہ تعالی نے پانی کو پاک کہا اسی لئے **حدیث** کا مفہوم ہے "نبی ﷺ نے فرمایا بے شک پانی پاک ہے اسے کوئی چیز نا پاک نہیں کرتی" (ابو داؤد نسائی ترمذی اور ابن ماجہ) کی یہ روایت ہے اور آپ دیکھیں ہم لوگ بھی کس سے پاک ہوتے ہیں؟ پانی سے پاک ہوتے ہیں پانی گویا کہ اللّٰہ کی بہت بڑی نعمت ہے اور یہ لوگ اہل مکہ وہ بارش کو ستاروں کی گردش سے منسوب کرتے تھے وہ یہ کہتے تھے کہ اگر سمندر کا پانی اپنی اصلی حالت میں کھیتی کو پلایا جائے تو کھیتی نقصان دے سکتی ہے یا پھر آپ دیکھیں کہ بعض اوقات کہتے تھے کہ فلاں ہمارا بت اگر ناراض ہو جائے گا تو بارش نہیں ہوگی اس علاقے کی بارش پر بندش کر دی گئی ہے فلاں بت ناراض ہو گیا تو وہ بارش کاخدا تھا۔ تو اللّٰہ تعالی یہاں پہ یہ بات بتا رہے ہیں کہ پانی میرا نازل کردہ ہے اور یہ اللّٰہ کی توحید کی دلیل ہے یہ اللّٰہ کی ربوبیت کی دلیل ہے کہ اللّٰہ رب ہے جو انسان کی ساری ضروریات کو پورا کرتا ہے پھر اس کے بعد پانچویں دلیل یہ دی

آیت نمبر 49. لِّنُحْيِيَ بِهِۦ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْـرًا

ترجمہ۔ تاکہ ایک مردہ علاقے کو اس کے ذریعے زندگی بخشے اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے جانوروں اور انسانوں کو سیراب کرے

لِّنُحْيِيَ بِهِۦ تاکہ ہم اس کے ذریعے زندہ کریں کس کو زندہ کریں؟ **بَلْدَةً مَّيْتًا** مردہ زمین کو یعنی پانی اللّٰہ تعالی کس لئے نازل کرتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کیا جائے اور مردہ زمین سے مراد کیا ہے؟ زمین کا ویران و بنجر ہونا پانی جب زمین پر آتا ہے تو مردہ زمین کو ایک زندگی ملتی ہے اس کو حیاتِ تازہ ملتی ہے اور زمین میں ہر طرف بارش کے پانی کی وجہ سے ہریالی ہی ہریالی نظر آنے لگتی ہے تو یہ کیا ہے؟ یہ اللّٰہ تعالی کی رحمت کی بہت بڑی دلیل ہے کہ اللّٰہ تعالی نے عظیم الشان پانی کی نعمت کو بارش کی شکل میں نازل کیا کہ اس کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندگی مل گئی **وَنُسْقِيَهُ** اور تاکہ ہم اس کے ذریعے پلائیں **مِمَّا خَلَقْنَا** جو کچھ ہم نے پیدا کیا اپنی مخلوق میں سے ، جو ہم نے پیدا کیا ہے اس میں سے **أَنْعَامًا** جانوروں کو بھی جتنے بھی مویشی ہیں وہ پانی لیتے ہیں بارش سے **وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا** اور بہت سے انسانوں کو یہ بارش سراب کرتی ہے آپ دیکھیں جب بارش ہوتی ہے بعض علاقے خشک ہوتے ہیں اور بعض علاقے پہ بارش ہوتی ہے، ایک جگہ پہ اولے پڑ رہے ہوتے ہیں دوسری جگہ پہ نہیں پڑے ہوتے ہیں ابھی بھی آپ دیکھیں ابھی ہمارے ہاں برفباری کا موسم شروع نہیں ہوا لیکن بعض جگہ پہ برف پڑ بھی گئی ہے ہم تھوڑے دن پہلے جا رہے تھے تو ایک گاڑی پوری برف سے ڈھکی ہوئی تھی کچھ جگہ پہ بارش ہوتی ہے کچھ پہ نہیں ہوتی کچھ پہ برف پڑتی ہے کچھ پہ نہیں تو یہ اختیار کس کے پاس ہے اللّٰہ کے پاس ہے اللّٰہ چاہے تو نازل کرے چاہے تو نہ کرے تھوڑا کرے

زیادہ کرے جتنا بھی کرے تو یہ بات بھی اللّٰہ کی توحید کی دلیل ہے اور اللّٰہ تعالیٰ نے یہ بات خاص طور پہ ہم سب کے سامنے رکھی ہے کہ یہ اللّٰہ جو جانوروں کو بھی سیراب کرتا ہے اور انسانوں کو بھی سیراب کرتا ہے۔ ایک دفعہ ایک بادشاہ تھا اور بہت ہی زیادہ پریشان تھا تواس کے پاس ایک بہت ہی بزرگ آدمی آیا ہوا تھا اور بزرگ نے اس سے کیا بات کہی ؟بزرگ نے بادشاہ سے کہا کہ حضرت (وہ بادشاہ تھا بادشاہ کے پاس کتنی دولت اقتدار حکومت کیوں نہ ہو تو وہ خوش نہیں رہتا تو اب بزرگ اس کو بتانا چاہتا تھا کہ اللّٰہ ہے حاکم) آپ ظلم نہ کریں آپ لوگوں پر زیادتیاں نہ کریں اور اس کے بعد اس نے پانی کا گلاس منگوایا اور گلاس منگوا کر بادشاہ سے کہا کہ حضرت آپ پی لیجیے یہ پانی اس کے بعد جب اس نے پانی پی لیا تو کہنے لگے کہ حضرت یہ پانی جو آپ نے پیا ہے اگر آپ کو نہ ملے تو آپ کیا کریں گے بادشاہ نے کہا میں اپنی آدھی سلطنت بیچ دوں گا یہ پانی لینے کے لئے پھر تھوڑی دیر گزری تو پھر اس بزرگ نے پوچھا کہ حضرت اب یہ پانی جو آپ کے پیٹ میں ہے جو آپ نے پی لیا ہے اگر یہ آپ کے پیٹ سے نکلے نہ پیشاب کے ذریعے پھر آپ کیا کریں گے اس نے کہا باقی آدھی سلطنت بھی بیچ دوں گا تو بزرگ نے کہا بادشاہ سلامت آپ کی پوری سلطنت کی کیا حقیقت ہے ایک پانی کا گلاس پہلے آپ پینے کے لئے پھر اس کو نکالنے کے لئے آپ پوری سلطنت سے فارغ ہو جائیں۔ تو آپ سوچیں کہ پوری کائنات جو اللّٰہ کی نعمتوں سے بھری پڑی ہے اس کی کیا حیثیت ہے کتنی بڑی نعمتیں ہیں اللّٰہ تعالی نے جن سے ہم سب کو نوازا ہے تو پانی بھی اللّٰہ کی بہت بڑی نعمت ہے آپ دیکھیں بعض علاقوں میں میٹھا پانی نہیں ہوتا کتنے وہ لوگ پریشان ہوتے ہیں پھر بعض گھروں میں باہر سے خرید کر پانی پیا جاتا ہے کہ وہاں کا پانی ٹھیک نہیں ہے **ملحٌ** ہے (نمکین ہے) تو یہاں پہ اللّٰہ تعالی اپنی پانی کی نعمت جو کہ پوری کائنات میں اللّٰہ تعالی پہنچاتے ہیں اس کا خاص طور پر ذکر کر رہے ہیں کہ انسانوں کے لئے بھی ہے اور جانوروں کے لئے بھی ہے یہ واقعی اللّٰہ کی بہت بڑی نعمت ہے میرے اور آپ کے بس میں نہیں تھا کہ ہم یہ کر سکیں تو یہ ساری نعمتیں گنوانے کے بعد پھر اللّٰہ تعالی بتانا کیا چاہتے ہیں

آیت نمبر 50. **وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا**

ترجمہ۔ اس کرشمے کو ہم بار بار ان کے سامنے لاتے ہیں تاکہ وہ کچھ سبق لیں، مگر اکثر لوگ کفر اور ناشکری کے سوا کوئی دوسرا رویہ اختیار کرنے سے انکار کر دیتے ہیں

وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ اور ہم اس کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں **صرفناهُ** اس کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تو **هُ** کی ضمیر کس طرف ہے مفسرین نے **هُ** کی ضمیر سے کیا دلائل مراد لئے ہیں؟ بعض لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ **هُ** کی ضمیر سے مراد ہے قرآن مجید یعنی قرآن کریم کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے اب دیکھیں ایک ہی مضمون ہے آپ بھی یہ کہتے ہیں کہ ایک ہی بات ہے اور بار بار آ رہی ہے انداز مختلف ہے کہیں مختصر ہے کہیں تفصیل سے ہے کہیں الفاظ کچھ ہیں کہیں الفاظ کچھ ہیں بات ایک ہی ہے بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے کہ قرآن مجید کو اللّٰہ تعالی نے طرح طرح سے بیان کیا ہے اللّٰہ تعالی نے پھیر پھیر کر بیان کیاہے قوموں کے واقعات ہیں کائنات کے دلائل ہیں اور طرح طرح سے بتاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ **صَرَّفْنَاهُ** جو ہے ہم اس کو پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں **"نا"** کی ضمیر تو اللّٰہ کی

طرف ہے **ہٗ** کی ضمیر سے مراد وہ تمام نشانیاں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے سایہ، بادل، بارش یہ چیزیں اس سے مراد ہیں۔ **الظِّلَّ** اور **شمس** پھر **اللَّيْلَ** پھر **وَالنَّوْمَ** اور پھر **النَّهَارَ** پھر **الرِّيَاحَ** پھر **مَاءً طَهُورًا** تو اس سے مراد یہ نشانیاں ہیں **وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ** ہم نے اس کو پھیر پھیر کر بیان کیا ہے **بَيْنَهُمْ** ان کے درمیان، لوگوں میں پھیر پھیر کر اللہ تعالیٰ نے نشانیاں بیان کی ہیں تاکہ وہ اس سے سبق لیں تو گویا کہ ایک بارش کے مضمون کو دیکھیں تو قرآن میں اللہ نے جو بار بار بیان کیا ہے تو ایک حقیقت سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اللہ ہی یہ کام کر سکتا ہے دوسرا گرمی ،خشکی،موسمی ہوائیں، گھٹائیں،برسات اور کائنات کے اندر جو نظام ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کرنے والے ہیں پھر اس کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ بارش کو گردش دیتے رہنا کبھی تھوڑی بارش، کبھی زیادہ بارش، کبھی طوفان ،کبھی سیلاب یہ مختلف نتائج ہیں یہ سب بھی کون کرتا ہے اللہ تعالیٰ **لِيَذَّكَّرُوا** تاکہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں غور و فکر کریں اور توحید کے ربوبیت کے قائل ہو جائیں اور اللہ کی عبادت کریں آیت نمبر 50 میں اللہ تعالیٰ متوجہ کرتے ہیں انسانوں کو کہ اے انسان میں نے تجھے کتنی نعمتوں سے نوازا قرآن کی نعمت، پیغمبر کی نعمت، میری آیات پھر یہ ساری کائنات میں بکھری ہوئی نشانیاں تو ان ساری نعمتوں کا تو استعمال کرتا ہے استعمال کر کے کرنا کیا چاہئے **لِيَذَّكَّرُوا** تاکہ تو نصیحت حاصل کرتا تیرا دل نرم ہوتا تو میرے آگے جھک جاتا تو میرا بندہ اور غلام بن جاتا تو نعمتیں میری کھاتا ہے اور تو پھر مجھے بھول جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کل جو ماں رو رہی تھی اور میں سوچ رہی تھی اس بات پر کہ واقعی ماں باپ کے اولاد پر بڑے حقوق بنتے ہیں اور اولاد کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی اطاعت کریں اور آپ اپنے اوپر غور کریں آپ کتنی مصروف رہتیں ہیں صبح سے لے کے رات تک آپ تھکتی ہیں سارا دن کولہو کے بیل کی طرح لیکن آپ جب تک بچہ بستر پر چلا نا جائے وہ ہوم ورک کیوں نہ کر رہا ہو آپ جاننا چاہتی ہیں کہ کمپیوٹر پہ بیٹھا تو نہیں رہ جائے گا وہ ادھر ادھر تو نہیں ہو جائے گا تو آپ دیکھتے ہیں کہ بچہ ہوم ورک ختم کر لے میں کل ہی دیکھ رہی تھی کہ روز بیٹی کے ابو کمرے میں آتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ بیٹی نے کمبل لیا ہے کے نہیں پھر اس کے اوپر کمبل دے کر جاتے ہیں اب دیکھیں نا ماں بھی دیکھتی ہے باپ بھی دیکھتا ہے بچے کے اوپر سے کمبل اتر تو نہیں گیا پھر یہ کہ اس بچے نے کھانا ابھی تک نہیں کھایا آپ بولتے جاتے ہیں سکول کی بھی آپ کو فکر ہوتی ہے ان کے ہوم ورک کی بھی فکر ہوتی ہے کھیلنے کی بھی فکر ہوتی ہے ان کی صحت کی بھی فکر ہوتی ہے تو کتنی ماں باپ مشقت کرتے ہیں چھوٹی عمر سے لے کر جو اتنا چھوٹا تھا بچہ کہ ہاتھ میں بھی نہیں آتا تھا گوشت ہی گوشت لیکن اب پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ بچے ماں باپ کو بھول جائیں جیسے پچھلے دنوں ایک عورت رو رہی تھی کہ بچہ پسند کی شادی کرنا چاہتا ہے غلط کام پر اب چلا گیا یعنی ماں سے اتنا ہی نہ پوچھا جائے کہ اب ہم شادی کرنا چاہتے ہیں یا اولاد نوکری کر لے تو پیسے الگ کر لے۔ **حدیث** کا مفہوم ہے " اللہ تعالیٰ کے رسول نے فرمایا کہ اولاد بھی تیرا کسب ہے" یعنی اولاد بھی والدین کی کمائی ہے باپ کی کمائی ہے تو کیسے اولاد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے پیسے بچا کر رکھیں اور میں غور کر رہی تھی کہ واقعی والدین پیسے کو بچاتے ہیں ہر چیز کو بچاتے ہیں اولاد کی خاطر اولاد کے پاس جب چیزیں ہوتیں ہیں تو والدین سے اس کو بچانا شروع کر دیتے ہیں پچھلے دنوں ایک عورت کہہ رہی تھی سورۃ النور میں پڑھا کہ بچے میرے کمرے میں آ نہیں سکتے تو میں یہ سمجھتی تھی کہ وہ آ سکتے ہیں یعنی ہمیں خود ہی ہر وقت خیال رکھنا ہے اپنا لیکن مجھے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اتنا محبت کرنے والا ہے کہ اس طرح سے کہ ہم قواعد و ضوابط اپنے بچوں کو سکھائیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جب بچہ ماں کی مانتا نہیں ماں کتنی دکھی ہو جاتی ہے کہ اتنا میں نے اس کے ساتھ کیا اور آج یہ بچہ مجھے مانتا نہیں ہے مجھے پوچھتا نہیں ہے میرا حق ادا نہیں کرتا پھر والدین روتے ہیں کیسے روتے ہیں کہ دل دھل جائیں اور پھر

بھی وہ چپ نہیں کرتے لیکن اسی مثال کو آپ اللہ تعالیٰ پر لے کر آئیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو اتنی نعمتیں دیں ہیں کہ میں اور آپ تصور نہیں کرسکتے **فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا** مگر اکثر لوگ **فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ** انکار کیا اکثر لوگوں نے **إِلَّا كُفُورًا** کیوں انکار کیا؟ کفر کرنے کے لئے۔ اس لئے نہیں انکار کیا کہ مثال سمجھ میں نہیں آئی، رسول کی بات سمجھ میں نہیں آئی، قرآن سمجھ میں نہیں آیا، کائنات کی نشانیاں سمجھ میں نہیں آئیں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا** مگر اکثر لوگوں نے انکار کیا کس لئے ناشکری کرنے کے لئے، کفر کرنے کے لئے، **كُفُورًا** کفر اللہ کا انکار کرنے کو بھی کہتے ہیں اور اس کے علاوہ کفر کرنے کے معنی کیا ہوتے ہیں کہ اللہ کے فرائض ،اللہ کی جو ذمہ داریاں ہیں ان کو نہ پہچانا اور پھر اللہ کا حق ادا نہ کرنا لیکن افسوس کے لوگوں نے کفر کیا لوگوں نے انکار کیا اللہ کی ناشکریاں کیں اور مجھے اور آپ کو بھی اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہئے یہ ٹھنڈا پانی یہ میٹھی نیند یہ رات اور دن کا ہیر پھیر اور یہ کائنات میں بکھری نشانیاں یہ اللہ کی بڑی عظیم نشانیاں ہیں اور اگر میں نے اور آپ نے اپنی آنکھوں کو نہ کھولا اور اپنے رب کو اس کی نشانیوں سے نہ پہچانا تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اے انسان اے فلاں عورت اے فلاں مرد اے لڑکی اے لڑکے کیا تُو کفر کرنا چاہتا ہے کیا تُو ناشکری کرنا چاہتا ہے اور پھر اس کا انجام کیا ہے؟ پھر اس کا نتیجہ کیا ہے؟ کہ پھر عذاب ہے اس لئے مسلمانوں کو سورۃ الفاتحہ میں پہلی آیت جو سکھائی گئی الحمد للہ رب العالمین اللہ کی حمد بیان کرنا اللہ کی کبریائی بیان کرنا اس کی عظمت کے گن گانا اللہ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا. **وَإِن تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا ۗ إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ (** 18- سورت النحل**)** - اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے تم اللہ کی نعمتوں کو شمار نہیں کر سکتے یعنی اتنی نعمتیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپ کو عطا کیں ہیں تو پھر ایسے کیسے ہو جاتا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو بھول بیٹھتے ہیں اور اسی طرح سورت التکاثر میں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں **ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (8)** پھر اس روز تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا تو ہم سب کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ میں اور آپ کہاں پہ کھڑے ہیں اور کیا کر رہے ہیں پھر فرمایا

آیت نمبر 51. وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا

ترجمہ۔اگر ہم چاہتے تو ایک ایک بستی میں ایک ایک نذیر اٹھا کھڑا کرتے

وَلَوْ شِئْنَا اور اگر ہم چاہتے **لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيرًا** ہم ہر بستی میں ایک ایک نذیر کھڑا کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر ہم چاہتے تو ہماری قدرت سے باہر نہیں تھا کہ جگہ جگہ نبی پیدا کرتے مگر ہم نے ایسا نہیں کیا ساری دنیا کے لئے رسول اللہ ﷺ کو رَحْمَةً لِّلْعَٰلَمِينَ بنا کر بھیجا ان کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا توحید کے دلائل دینے کے بعد اللہ تعالیٰ اب رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور فضیلت لوگوں پر بیان کر رہے ہیں بتا رہے ہیں **وَلَوْ شِئْنَا** اگر ہم چاہتے تو ہم کھڑا کر دیتے کہ **كُلِّ قَرْيَةٍ** ہر بستی میں **نَّذِيرًا** ایک ڈرانے والا **لَبَعَثْنَا** کے معنی ہوتے ہیں کسی کو کسی خاص کام کے لئے روانہ کرنا ،کسی کو کسی خاص کام کے لئے بھیجنا تو **لَبَعَثْنَا** سے مراد یعنی کسی کا اٹھ کھڑا ہونا مبعوث کرنا اس کے یہ معنی نہیں کہ بس ایسے ہی وہ اٹھا اور کھڑا ہو گیا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی خاص کام کے لئے کسی اہم کام کے لئے اس کو کھڑا کرنا اس کو بھیجنا اس کو روانہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے رات

اور دن کو بنایا بارش نازل کی اور میں نے سائے پھیلا دیئے سورج یہ ساری چیزیں میں نے بنائی اسی طرح اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اگر میں چاہتا گلی گلی بستی بستی ہر شہر میں ہر جگہ ایک نذیر ڈرانے والا بھیجتا نذیر کس کا نام ہے رسول اللہ ﷺ کا نذیر،بشیر ڈرانے والے غلطیوں گناہوں پر ڈرانے والے، جہنم سے ڈرانے والے، بشیر اچھے عملوں پر خوشخبری دینے والے اور جنت کی بشارت دینے والے تو گویا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ کائنات میں اتنی بڑی بڑی نشانیاں اللہ نے بنائی ہیں سورج چاند ستارے سارا کچھ اسی طرح اللہ تعالیٰ پیغمبر بھی بہت سے بھیج سکتے تھے یعنی عرب میں عجم میں اس کے ہر ملک میں الگ الگ جو سب مل کر اللہ جو خالق ہے اس کی عبادت کی دعوت دیتے لیکن اللہ نے ایسا نہیں کیا تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ایک رسول اللہ ﷺ کو بھیجا تو اس کا مقصد کیا ہے کہ رسول ﷺ کا مقام بہت اونچا ہے آپ کا اجر اور ثواب بہت زیادہ ہے آپ بڑے ہی معزز ہیں۔ رسول اللہ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے بہت پیار کیا کہ ایک نبی کو سارے انسانوں کے لئے بھیج دیا جیسے اب آپ دیکھیں کہ سورج اللہ نے بنایا سورج کیا ہے سورج اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے ساری دنیا کو اکیلا روشنی دیتا ہے بالکل اسی طرح رسول اللہ ﷺ **سراجاً منیرا** روشنی بن کر سورج بن کر لوگوں کو ہدایت دے رہے ہیں نیکیوں کی طرف بلا رہے ہیں پھر اب ایک طرف اہل مکہ اگر رسول اللہ ﷺ کا انکار کرتے ہیں تو اہل مکہ کے انکار کرنے سے رسول اللہ ﷺ کی رسالت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا آپ کی عظمت پر ،آپ کی نبوت پر، آپ کی فضیلت اور اہمیت کوفرق نہیں پڑے گا اگر کوئی سورج پر تھوکے تو تھوک اس کے منہ پر آ کر گرتا ہے سورج کا کوئی نقصان نہیں ہوتا اگر لوگ رسول اللہ ﷺ کا انکار کریں گے تو اس سے رسول اللہ ﷺ کی رسالت ان کی فضیلت میں فرق نہیں پڑے گا اس لئے کہ لوگوں کی اپنی خرابی ہے ان کا اپنا نقصان ہوگا کہ اپنی آنکھوں سے، اپنے کانوں سے کام نہیں لے رہے

آیت نمبر 52. فَلَا تُطِعِ ٱلْكَٰفِرِينَ وَجَٰهِدْهُم بِهِۦ جِهَادًا كَبِيرًا

ترجمہ۔ پس اے نبیؐ، کافروں کی بات ہرگز نہ مانو اور اس قرآن کو لے کر ان کے ساتھ جہاد کبیر کرو

ایک تو یہ بات کہ آپ کو تسلی دی جا رہی ہے دوسری بات اور آپ کافروں کا کہنا نہ مانیے کافروں کی بات آپ نے نہیں ماننی ان کی اطاعت نہیں کرنی اصل میں کافر کیا کرتے تھے آپ نے پچھلی آیتوں میں پڑھا کہ ہر دن نیا نیا مطالبہ کرتے تھے کبھی کہتے تھے کہ کوئی فرشتہ ساتھ ہونا چاہئے تھا ،کبھی کہتے تھے کہ مکہ کے سرداروں میں سے کوئی پیغمبر ہوتا، کبھی کہتے تھے کہ یہ کیسا رسول ہے کہ تھوڑا تھوڑا قرآن نازل ہوتا ہے اکھٹا کیوں نہیں نازل ہوا اگر اکھٹا نازل ہوتا تو ہم مان جاتے کبھی کہتے تھے کچھ باتیں ہماری مان لو تو آپ کو وہ دن رات زچ کرتے رہتے تھے دن رات آپ کے سامنے وہ مطالبات رکھتے تھے جیسے آپ دیکھیں سورت الاحزاب میں بھی اللہ تعالیٰ نے آرڈر کا صیغہ یعنی فعل نہی دے کر کہا **يَآ اَيُّـهَا النَّبِىُّ اتَّقِ اللّـٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِـرِيْنَ وَالْمُنَافِقِيْنَ ۗ اِنَّ اللّـٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِـيْمًا (1)**۔ اے نبی ﷺ اللہ سے ڈر اور کافروں اور منافقوں کا کہا نہ مان، بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اے نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے اور کافروں و منافقوں کی باتوں میں نہ آ جانا اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے تو **فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ** آپ کافروں کی اطاعت نہ کیجیے اللہ تعالیٰ کی

اطاعت کیجیے اللہ تعالیٰ سے ڈرئیے اور اللہ ہی ساری باتوں کو جانتا ہے یعنی مکی دور بڑا سخت دور تھا اور کبھی کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ خیال آتا تھا کہ کیوں نہ ان کا مطالبہ ہی پورا کر دیا جائے کوئی ایسا معجزہ، ایسی دلیل نازل ہو جائے کہ جس سے یہ لوگ سمجھ جائیں یہ ایمان لے آئیں تو یہاں پر جو بات بتائی جا رہی ہے وہ کیا ہے **فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ** کافروں کی بات ہرگز نہ مانیے ان کا کہنا نہ ماننا۔ یہاں پر اصل میں **فَلَا تُطِعِ** ہے حکم کا صیغہ ہے تو نہ اطاعت کر۔ فعلِ نہی ہے اورحکم کا انداز ہے آپ ہرگز کہنا نہ مانیے کس کا ؟ کفر کرنے والوں کا یعنی ان سے کوئی سمجھوتہ نہیں کرنا ان کی باتوں سے گھبرانا نہیں ہے۔ **وَجَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا** قرآن کو لے کر ان سے جہاد کرو بڑا جہاد **وَجَاهِدْهُم** اور جہاد کیجیے ان کے ساتھ **بِهِ** اس کے ذریعے **هِ** کی ضمیر قرآن کے لئے ہے **جِهَادًا كَبِيرًا** بڑا جہاد۔